خطبہ جمعہ

[یہ خطبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۶۳ھ یوم جمعہ کو مسجد دارالاسلام
میں پڑھا گیا]

خطبہ مسنونہ کے بعد :-

آج خدا نے آپ کے لیے دو مبارک دن جمع کر دیے ہیں۔ ایک جمعہ جس کو عید المومنین کہا گیا ہے۔ دوسرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم پیدائش۔ اگرچہ شریعت میں حضور کے یوم پیدائش کو عید قرار نہیں دیا گیا ہے، اور نہ اس کے لیے کسی قسم کے مراسم مقرر کیے گئے ہیں، لیکن اگر مسلمان یہ سمجھ کر کہ یہ خدا کے سب سے بڑے نبی اور دنیا کے سب سے بڑے ہادی کی پیدائش کا دن ہے، اور یہ وہ دن ہے جس میں انسان کے لیے خدا کی سب سے بڑی نعمت ظہور میں آئی، اس کو عید کی طرح سمجھیں تو کچھ بے جا نہیں ہے۔ البتہ اس عید کے منانے کی یہ صورت نہیں ہے کہ خوب کھاؤ پیو، چراغاں کرو، جلوس اور جھنڈے نکالو، اور محض اپنی دل لگی کے لیے فضول تماشی کام کرنے لگو۔ ایسا کرو گے تو تم میں اور جاہل قوموں میں کوئی فرق نہ رہے گا۔ جاہل قومیں بھی اپنی تاریخ کے بڑے بڑے واقعات کی یاد میلوں ٹھیلوں اور جلوسوں سے مناتی ہیں۔ اگر تم نے بھی ان کے میلوں اور تہواروں کی نقل اُتاری تو جیسے وہ ہیں ویسے ہی تم بھی بن کر رہ جاؤ گے۔ اسلام نے تو یادگار منانے کا نیا ہی ڈھنگ نکالا ہے۔ سب سے بڑی یادگار حضرت ابراہیم کی قربانی ہے جسے منانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے عید اضحیٰ کی نماز اور قربانی اور حج و طواف کا طریقہ مقرر کیا ہے۔ اس پر تم غور کرو تو اندازہ کر سکتے ہو کہ مسلمان کو اپنی تاریخ کے بڑے بڑے واقعات کی یاد کس طرح منانی چاہیے۔ تم کو سوچنا چاہیے کہ ۱۲ ربیع الاول کی تاریخ کس لحاظ سے تمہارے لیے اہمیت رکھتی ہے۔ اس لحاظ سے نہیں کہ عرب کے ایک شیخ کے گھر میں آج ایک بچہ پیدا ہوا تھا۔ بلکہ اس لحاظ سے کہ آج اس پیغمبر اعظم کو خدا نے زمین پر بھیجا جس کے

ذریعہ سے انسان کو خدا کی معرفت حاصل ہوئی جس کی بدولت انسان نے حقیقت میں انسان بننا سیکھا جس کی ذات تمام جہان کے لیے خدا کی رحمت تھی، اور جس نے روئے زمین پر ایمان اور عمل صالح کا نور پھیلایا۔

پس جب اس تاریخ کی اہمیت اسی لحاظ سے ہے، تو اس کی یادگار بھی اِس طرح منانی چاہیے کہ آج کے روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور دنوں سے زیادہ پھیلاؤ، آپ کے اخلاق اور آپ کی ہدایات سے سبق حاصل کرو، اور کم از کم آپ کی تعلیم کا اتنا چرچا تو کرو کہ سال بھر تک اس کا اثر باقی رہے۔ اس طرح یادگار مناؤ گے تو حقیقت میں یہ ثابت ہوگا کہ تم یوم میلاد النبی کو سچے دل سے عید سمجھتے ہو۔ اور اگر صرف کھا پی کر، اور دل لگیاں ہی کر کے رہ گئے تو یہ مسلمانوں کی سی عید نہ ہوگی بلکہ جاہلوں کی سی عید ہوگی جس کی کوئی وقعت نہیں۔

آج کے دن کی مناسبت سے میں بھی آج کا خطبہ اسی تقریب کے متعلق دوں گا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب پاک میں فرمایا ہے کہ ہم نے جو نبی بھی بھیجا ہے، اسی لیے بھیجا ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے۔ اس لحاظ سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہر مسلمان پر فرض ہے، کیونکہ آپ بھی اللہ کے نبی ہیں۔ لیکن اس عام حکم کے علاوہ اللہ نے جو خاص احکام مسلمانوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دیے ہیں وہ میں آپ کو سناتا ہوں:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ	اے نبی لوگوں سے کہدو کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، خدا بھی تم سے محبت کرے گا۔
إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا۔	مومنوں کا کام تو یہ ہے کہ جب ان کو خدا اور رسول کی طرف بلایا جائے تاکہ رسول ان کے معاملات میں فیصلہ کرے تو وہ کہیں کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی۔
مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ	کسی مومن مرد و عورت کا یہ کام نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا فیصلہ کر دے تو وہ پھر خود اپنے اختیار

مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا ۔

سے اس معاملہ میں کوئی حکم لگائیں جس نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی وہ گمراہی میں بہت دور نکل گیا۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۔

اے نبی قسم ہے تیرے پروردگار کی، وہ اس وقت تک ہرگز مومن نہ ہوں گے جب تک کہ وہ اپنے جھگڑوں کا فیصلہ تجھ پر نہ چھوڑ دیں اور پھر جو فیصلہ تو کرے اس پر اپنے دل میں بھی وہ بُرا نہ مانیں بلکہ سیدھے طریقہ سے اس کے آگے سر جھکا دیں۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهٖ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ ۔

جو لوگ نبی کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں اُن کو ڈرنا چاہیے کہ کہیں وہ فتنہ میں نہ پڑ جائیں۔

وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللّٰهِ ۔

تمھارا یہ کام نہیں ہے کہ تم اللہ کے رسول کو اذیت دو۔

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۔

بیشک، جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں اللہ اُن پر دنیا اور آخرت دونوں میں لعنت بھیجے گا۔

لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۔

رسول کی بات کو تم ایسا نہ سمجھ لینا جیسے آپس میں تمھاری ایک دوسرے کی بات ہوتی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۔

اے ایمان لانے والو، نبی کی آواز کے مقابلہ میں آواز بلند نہ کرو اور نہ اس سے اس طرح سختی کے ساتھ بات کرو جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے کرجاتے ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمھارے سب اعمال ضائع ہو جائیں اور تمھیں خبر بھی نہ ہو۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

تم کہیں ایسے لوگ نہ پاؤ گے جو اللہ اور آخرت کے دن پر

الاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ

ایمان بھی رکھتے ہوں اور پھر ایسے لوگوں سے دوستی بھی کریں جو اللہ اور رسول کے دشمن ہوں، چاہے وہ ان کے باپ اور بیٹے اور بھائی اور رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِیْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ

اے نبی، لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تمہیں اپنے باپ اور بیٹے اور بھائی اور بیویاں اور رشتہ دار اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں، اور وہ تجارت جس کے نقصان کا تم کو خوف ہے، اور وہ گھر بار جو تمہیں پسند ہیں، اللہ اور اس کے رسول اور راہ خدا میں جہاد کی بہ نسبت زیادہ عزیز ہیں تو انتظار کرو اس وقت کا جب اللہ اپنا فیصلہ سنائے گا۔

اس مضمون کی ساری آیتیں یہاں بیان کرنا مشکل ہے۔ میرا مقصد صرف اس قدر ہے کہ آپ مسلمان ہونے کی حیثیت سے یہ سمجھ لیں کہ آپ کا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق کیا ہے۔ یہ بات ان چند آیتوں سے آپ کو معلوم ہوگئی جو میں نے آپ کو سنائی ہیں۔ ان سے آپ کو معلوم ہوگیا کہ کوئی شخص مسلمان ہی نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری نہ کرے۔ اگر حضور کوئی حکم دیں، اور اس کے جواب میں آدمی کہے کہ میں اس کو نہیں مانتا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ دل میں ایمان ہی نہیں رکھتا۔ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ حکم سنے اور سیدھی طرح سر جھکا دے۔ چوں اور چرا کے ساتھ ایمان نہیں رہ سکتا۔

اچھا اب سنتے جائیے کہ حضور نے خدا کی طرف سے آپ کو کیا احکام دیے ہیں۔ پھر ہر شخص اپنی اپنی جگہ سوچتا جائے کہ وہ کتنا مسلمان ہے، اور کتنا ایمان اپنے دل میں رکھتا ہے۔

حضور کا ارشاد ہے کہ المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده۔ مسلمان وہ ہے

جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں یعنی جو نہ زبان سے اپنے مسلمان بھائیوں کو تکلیف دے اور نہ ہاتھ سے۔

آپ نے فرمایا۔ لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ۔ تم میں سے کوئی شخص باایمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی بات پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے یعنی جس طرح تم خود اپنی بھلائی چاہتے ہو اسی طرح اپنے مسلمان بھائی کی بھی بھلائی چاہو اور جس طرح تم اپنی برائی نہیں چاہتے اسی طرح اپنے بھائی کی بھی برائی نہ چاہو۔

حضرت ابوذر غفاری بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص سے میرا کچھ جھگڑا ہو گیا اور میری زبان سے ماں کی گالی نکل گئی حضور نے سن لیا اور فرمایا کہ انک امرؤ فیک جاھلیۃ۔ تم میں اب تک جاہلیت کا اثر باقی ہے۔ پوری طرح اسلام نہیں آیا۔

حضور کا فرمان ہے کہ منافق کی چار خصلتیں ہیں۔ جس میں چاروں موجود ہوں وہ پورا منافق ہے۔ اور جس میں کوئی ایک خصلت ہو اس میں ایک حصہ نفاق کا بھی ہے۔ پہلی خصلت یہ ہے کہ جب اس پر بھروسہ کر کے کوئی امانت اس کے سپرد کی جائے تو وہ اس میں خیانت کرے۔ دوسری خصلت یہ ہے کہ جب وہ بات کرے تو اس میں جھوٹ ضرور ملائے۔ تیسری خصلت یہ ہے کہ جب وہ کسی سے وعدہ یا عہد و پیمان کرے تو اس سے پھر جائے۔ چوتھی خصلت یہ ہے کہ جب کسی سے اس کا جھگڑا ہو تو وہ بد کلامی پر اتر آئے یا اپنے مخالف کو ناجائز طریقوں سے نیچا دکھانے کی کوشش کرے۔

آپ نے فرمایا کہ المسلم اخو المسلم لا یظلمہ ولا یُسْلِمُہ ومن کان فی حاجۃ اخیہ کان اللہ فی حاجتہ ومن فرج عن مسلم کربۃ فرج اللہ عنہ کربۃ من کربات یوم القیمۃ ومن ستر مسلما سترہ اللہ یوم القیمۃ۔ یعنی مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ وہ نہ تو خود ظلم کرے گا اور نہ اس کو کسی ظالم کے حوالہ کرے گا۔ جو شخص اپنے کسی بھائی کی حاجت

پوری کرنے میں لگا ہو، اللہ بھی اس کی حاجت پوری کرنے میں لگ جاتا ہے۔ اور جو شخص کسی مسلمان کو کسی مصیبت سے بچائے گا اللہ اس پر روزِ حشر کی تکلیفوں میں سے ایک تکلیف کم کر دے گا۔ اور جو شخص کسی مسلمان کا عیب چھپائے گا اللہ بھی قیامت کے روز اس کا عیب چھپائے گا۔

حضور نے فرمایا اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ ہم مظلوم کی مدد تو کریں گے۔ مگر ظالم کی مدد کیسے کریں؟ فرمایا اپنے ظالم بھائی کی مدد یہ ہے کہ اس کا ہاتھ پکڑو تاکہ وہ ظلم نہ کر سکے۔ ایک اور موقع پر فرمایا کہ اتق دعوة المظلوم فانها ليس بينها وبين الله حجاب۔ مظلوم کی بددعا سے ڈرو کیونکہ اس کے اور خدا کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔ یعنی وہ سیدھی عرشِ الٰہی تک پہنچتی ہے۔

حضور کا ارشاد ہے کہ جس نے اپنے کسی بھائی کی حق تلفی کی ہو یا اس کی عزت یا اس کے مال یا کسی اور چیز کو نقصان پہنچایا ہو وہ اسی دنیا ہی کی زندگی میں اس کی تلافی کر دے ورنہ اگر اس دن پر اٹھا رکھا جس میں روپیہ پیسہ کچھ نہ ہوگا۔ بلکہ انسان کے پاس صرف اعمال ہی اعمال ہوں گے تو اس دن اسے یا تو اپنے نیک اعمال میں سے اس کو بدلہ دینا ہوگا، یا پھر مظلوم کے گناہوں میں سے کچھ بوجھ اُس پر سے اتار کر ظالم پر ڈال دیا جائے گا۔

آپ نے فرمایا کہ جس نے کسی کی بالشت بھر زمین بھی مار لی اس کے گلے میں قیامت کے روز سات زمینوں کا طوق ڈالا جائے گا۔

حضور نے فرمایا کہ تین گناہ سب سے بڑے ہیں۔ ایک خدا کے ساتھ کسی اور کو شریک کرنا۔ دوسرے والدین کی نافرمانی اور ان کے حق سے بے پروائی کرنا۔ تیسرے جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا۔

حضور نے فرمایا کہ جبریل نے ہمسایہ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کے لیے مجھ سے اتنی بار کہا کہ مجھے تنگ ہونے لگا کہ کہیں ہمسایہ کو وراثت میں شریک نہیں کر دیا جائے گا۔ ایک دوسری حدیث میں حضور نے فرمایا کہ وہ شخص ہرگز ایمان نہیں رکھتا، ہرگز ایمان نہیں رکھتا، ہرگز ایمان نہیں رکھتا جس کا ہمسایہ اس کی شرارت سے ڈرتا ہو۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص ایمان رکھتا ہو وہ اپنے ہمسایہ کو تکلیف نہ دے، اپنے مہمان کے ساتھ عزت سے پیش

آئے، اور جب زبان کھولے تو بھلائی کے لیے کھولے ورنہ چپ رہے۔

حضور نے فرمایا کہ قیامت کے روز خدا کے ہاں بدترین آدمیوں میں سے وہ شخص ہوگا جو دو منہ رکھتا ہو یعنی دو مخالف فریقوں میں سے ایک کے پاس جائے تو اس کی سی کہے اور دوسرے کے پاس جائے تو اس کی سی کہنے لگے۔ آدمی کے منہ پر کچھ بات کہے اور پیٹھ پیچھے کچھ اور کہے۔

حضور کا ارشاد ہے کہ بین العبد وبین الکفر ترک الصلوٰۃ۔ آدمی اور کفر کے درمیان ترک نماز ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اسلام سے کفر تک پہنچنے کے لیے ایک درجہ بیچ میں ہے اور وہ نماز چھوڑ دینے کا درجہ ہے۔ اگر تم نے نماز چھوڑ دی تو گویا تم کفر اور اسلام کے بیچ میں لٹک رہے ہو۔ ایک قدم آگے بڑھے اور کفر کی حد میں پہنچ گئے۔

ایک موقع پر حضور نے فرمایا کہ جو لوگ اذان کی آواز سن کر گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں، میرا جی چاہتا ہے کہ ان کے گھروں میں آگ لگا دوں۔

نماز کی تاکید میں حدیثیں تو بہت ہیں مگر صرف یہ دو حدیثیں میں نے آپ کو سنائی ہیں جن سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ حکم کیسا زبردست ہے اور اس کی نافرمانی کے معنی کیا ہیں۔ یہ بات تو اس فرض کے متعلق ہے جس سے آج کل مسلمان عام طور پر غافل ہو رہے ہیں۔ دوسری بات اُس گناہ کے متعلق بھی سن لو جو مسلمانوں کو سب سے زیادہ تباہ کر رہا ہے یعنی سود۔ حضور نے صاف فرمایا ہے کہ سود کا لینا، دینا، اس کی دستاویز لکھنا اور اس پر گواہی دینا، سب حرام ہیں، اور ان میں سے جو فعل بھی انسان کرے گا، اس کی سزا جہنم ہوگی۔

بھائیو، عید میلاد النبی آپ مناتے ہیں، بڑی خوشی کی بات ہے۔ مگر صرف اتنا عرض کروں گا کہ اپنے سردار کے دربار میں حاضر ہونے کے وقت ذرا یہ بھی سوچ لیا کیجیے کہ کیا منہ لے کر ہم اس روحِ پاک کا سامنا کر رہے ہیں۔ ایک خادم سے معمولی قصور ہو جائے تو وہ اپنے صاحب کے سامنے جاتا ہوا ڈرتا ہے اور منہ چھپاتا پھرتا ہے۔ پھر کیا منہ لے کر ان کے سامنے جائیں جن کے ایک دو نہیں، خدا جانے کتنے فرمانوں کی روز خلاف ورزی کرتے ہیں۔ خدایا! مجھ کو بھی اپنے نبی کے اتباع کی توفیق دے اور میرے بھائیوں کو بھی۔